مجموعة الأحاديث
الضعيفة
في جزء رفع اليدين
للبخاري
از قلم:
محمد ذوالقرنین الحنفی الماتریدی البریلوی

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلی الک واصحبک یا حبیب اللہ

کتاب:

مجموعة الأحاديث الضعيفة في جزء رفع اليدين للبخاري

از قلم:

محمد ذوالقرنین الحنفی الماتریدی البریلوی

تعارف کتاب

اس کتاب میں ہم امام بخاریؒ کی طرف منسوب ایک کتاب "**کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ**" جو کہ "جزر فع الیدین" کے نام سے مشہور ہے، اس میں موجود ضعیف روایات پر کلام کریں گے جو رفع یدین کرنے کے جواز پر وہابی، امام بخاریؒ کا نام لے کر پیش کرتے ہیں، اور ان کی حقیقت لوگوں سے چھپا کر امام بخاریؒ کا نام لے کر لوگوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے نقل کی ہیں، اور یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ تمام روایات ہی صحیح ہیں، اور نبی ﷺ نے کبھی رفع یدین کے بغیر نماز نہیں پڑھی اور رفع یدین کے بغیر نماز پڑھنا جائز ہی نہیں۔

ہم یہ کتاب اس لئے لکھ رہے ہیں تا کہ عام عوام کو معلوم ہو کہ امام بخاریؒ کی طرف منسوب اس کتاب میں نقل کردہ روایات کس قدر ضعیف ہیں، اور ساتھ ہی لوگوں کو یہ معلوم ہو سکے کہ وہابی کس طرح عام عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک بات یاد رکھیں کہ ہمارے نزدیک یہ کتاب ہی امام بخاریؒ سے ثابت نہیں کیونکہ اس کتاب کی سند میں ایک راوی "محمود بن اسحاق الخزاعی" ہے جو کہ مجہول الحال راوی ہے، اور اس کتاب کی سند امام بخاریؒ

تک ثابت نہیں، وہابیوں کے مولیوں نے یہ کتاب امام بخاریؒ تک ثابت کرنے کی ہر ناکام کوشش کی ہے، لیکن پھر بھی اپنی کسی کوشش میں کامیاب نہیں ہو پائے، اور آج تک یہ کتاب امام بخاریؒ کی کتاب ثابت نہیں کر پائے، لیکن عام عوام کو بیوقوف بنانا ان کے لئے آسان کام ہے اس لئے اس کتاب کو عام عوام کے سامنے ہمیشہ ہی انہوں نے امام بخاریؒ کی کتاب بنا کر پیش کیا ہے۔

اور یہ کتاب ہم خاص طور پر ان لوگوں کے لئے لکھ رہے ہیں جن کے نزدیک "جزر فع یدین" امام بخاریؒ کی ہی کتاب ہے، اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں موجود تمام روایات ہی صحیح ہیں، اور رفع یدین کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔

جزرفع یدین کی روایات کا تعارف

امام بخاریؒ کی طرف منسوب اس جھوٹی کتاب میں وہ روایات جن میں نماز میں پہلی مرتبہ کے علاوہ رفع یدین کا ذکر ہے ان کی تعداد 72 ہے اور جن روایات میں جنازے کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے ان روایات کی تعداد 11 ہے (اس کتاب میں صرف نماز کے اندر رفع یدین کرنے کی روایات پر کلام کیا جائے گا)۔

ان 72 روایات میں بھی 26 روایات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، جبکہ 7 روایات حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے، 4 روایات حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے، 5 روایات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، 3 روایات حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ اور 3 روایات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

یعنی کہ 42 روایات کی اصل 6 روایات ہیں اور باقی ان کی دیگر اسناد ہیں، اور اہل علم جانتے ہیں کہ ایک روایت کے کثیر طریق ہوں تو اس سے ایک گواہی ہی لی جاتی ہے باقی اسناد اسے صرف تقویت دیتی ہیں۔

یہ بات اور آسان الفاظ میں سمجھاتا ہوں کہ اگر ہم کسی کو ایک بات بتائیں، اور پھر کسی دوسرے کو بھی وہی بات بتائیں تو بات ایک ہی کہی ہے ہم نے اور ایک ہی شمار کی جائے گی چاہے آگے ہزار لوگ بھی وہ بات ہمارے حوالے سے بیان کریں۔

یعنی کل مُلا کر اس کتاب میں نماز کے اندر رفع یدین کرنے کی 30 روایات ہیں، اور ان میں سے بھی بیشتر

ضعیف ہیں جو ہم انشاء اللہ آگے ثابت کریں گے۔

ایک اور بات ذہن نشین کرلیں کہ اس کتاب میں موجود مصنف کے اقوال جو کہ امام بخاریؒ کی طرف منسوب ہیں ان پر اس کتاب میں کلام نہیں کروں گا، کیونکہ یہ کتاب ہی امام صاحب سے ثابت نہیں اس لئے ان اقوال کی کوئی وقعت نہیں، لیکن آخر پر میں مصنف کے بعض اقوال بطور دلیل پیش کروں گا جس سے ثابت ہوگہ کہ یہ جاہلانہ اقوال امام بخاریؒ کے نہیں ہو سکتے، اور ایسی فحش منطق امام بخاریؒ کی طرف منسوب کرنا صرف ان کی توہین ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

نوٹ: ہماری اس کتاب میں جزء رفع الیدین کا جو بھی حوالہ دیا جائے گا وہ حوالہ اس کتاب کے عربی نسخہ "کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ" جو کہ "دار ابن حزم، بیروت-لبنان" سے چھپا ہے اس سے مذکور ہوگا، اور دیگر حوالوں میں جو حوالہ بھی عربی نسخے سے ہوگا اس کتاب کے نام کے ساتھ (عربی) لکھ دوں گا۔

اس کتاب کے اندر ہم صرف عربی اسناد کو نقل کریں گے جبکہ متن کو صرف اردو میں بیان کریں گے۔

جزء رفع الیدین میں موجود ضعیف روایات

اب ہم اس کتاب میں موجود ضعیف روایات کو بیان کریں گے اور ان کا ضعف بھی بیان کریں گے۔

روایت نمبر 1:

'حدثنا محمّد بن عبداللہ بن حوشب حدثنا عبدالوھاب حدثنا حمید عن انس رضی اللہ عنہ'

حمید الطویل، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

"نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 26)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں حمید الطویل جو کہ "حمید بن تیرویہ" ہے وہ مدلس ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے وقت تدلیس کر رہا ہے (حمید عن انس) اور سماع کی تصریح نہیں کی، اور اصولِ حدیث کے مطابق وہ مدلس جو درجہ دوم کا مدلس بھی نہ ہو اور سماع کی تصریح بھی نہ کرے اس کی 'معنن' (عن والی روایت) ضعیف ہوتی ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"یہ تدلیس کرتا تھا، اور اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صرف چار یا تین روایات سُنی ہیں"۔

(میزان الاعتدال، جلد 2، صحفہ نمبر 440)

امام ابن حجر عسقلانیؒ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

"یہ ثقہ ہے پر مدلس ہے"۔

(تقریب التہذیب، جلد 1، صحفہ نمبر 216)

اور امام ابن حجر عسقلانیؒ نے اس راوی کو اپنے مدلسین کے تیسرے طبقے میں شمار کیا اور فرمایا کہ "یہ بہت زیادہ تدلیس کرنے کی وجہ سے مشہور ہے"۔

(تعریف اھل التقدیس (عربی)، صحفہ نمبر 38)

اور اپنی اسی کتاب میں مدلسین کے مراتب طے کرتے ہوئے درجہ سوم کے مدلسین کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "ان (اس درجے کے مدلسین) کی احادیث سے ائمہ نے حجت قائم نہیں کی جب تک یہ سماع کی تصریح نہ کریں ان کی روایات مطلقاً رد ہیں"۔

(تعریف اھل التقدیس (عربی)، صحفہ نمبر 13)

اس سب سے ثابت ہوتا ہے کہ حمید الطویل کی 'عن' والی روایت قابل قبول نہیں اور اس روایت میں بھی یہ 'عن' سے روایت کر رہا ہے اور سماع کی تصریح نہیں کی جس وجہ سے یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

روایت نمبر 2:

'حدثنا الحمیدی انبانا الولید بن مسلم قال سمعت زید بن واقد یحدث عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ'

نافع کہتے ہیں کہ "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو دیکھتے جو نماز میں رفع یدین نہیں کرتا تو اس کو کنکریاں مارتے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 36)

اسناد کا تعاقب:

یہ روایت بظاہر تو صحیح معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی سند میں ایک راوی "ولید بن مسلم دمشقی" ہے جو کہ مدلس بھی ہے اور اس سے منکر روایات بھی منقول ہیں۔ اس روایت کا ضعف ولید بن مسلم کا اس روایت میں منفرد ہونا ہے اور اس روایت کا کوئی شاھد بھی موجود نہیں، اور یہ روایت یقینی طور پر منکر روایت ہے کیونکہ اس راوی سے کثیر تعداد میں منکر روایات منقول ہیں، اور جس راوی سے منکر روایات منقول ہوں اس کی وہ روایت جس میں وہ منفرد ہو کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہے؟

امام ذھبیؒ اس راوی کے ترجمے میں لکھتے ہیں کہ:

"(ابوداؤدؒ کا قول نقل کرتے ہیں) ولید نے امام مالک کے حوالے سے دس ایسی روایات نقل کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں، اور ان میں سے چار روایات نافع کے حوالے سے ہیں، (ذھبیؒ کہتے ہیں) اس کی نقل

کردہ سب سے زیادہ منکر روایات وہ ہیں جو اس نے قرآن حفظ کرنے کے بارے میں نقل کی ہیں، اور امام ابو حاتم نے اس کی ایک روایت کو جھوٹی روایت کہا ہے"۔

(میزان الاعتدال، جلد 7، صحفہ نمبر 154،153)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راوی سے کثیر تعداد میں منکر روایات منقول ہیں جن کی کوئی اصل نہیں، اس لئے اس کی ایسی روایت جس میں یہ منفرد ہے اس پر عمل کرنا درست نہیں، اور یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

روایت نمبر 3:

'حدثنا مالک بن اسماعیل حدثنا شریک عن لیث عن عطاء قال رایت ابن عباس رضی اللہ عنہ'

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں "میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 44)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند بھی سخت ضعیف ہے، اس کی سند کے دو راوی "شریک بن عبداللہ نخعی" پر

ویسے ہلکی پھلکی جرح موجود ہے کہ یہ 'سیٔ الحفظ' تھا لیکن اس کے ضعیف ہونے کی اصل وجہ اس کی سند کا دوسرا راوی "لیث بن ابی سلیم کوفی" ہے۔

لیث بن ابی سلیم کے ترجمے میں امام ذھبیؒ لکھتے ہیں:

"امام احمد فرماتے ہیں یہ مضطرب الحدیث ہے، یحییٰ اور نسائی کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے، محدثین نے اسے منکر قرار دیا ہے، یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ لیث، عطاء بن سائب سے زیادہ ضعیف ہے"۔

(میزان الاعتدال، جلد 5، صحفہ نمبر 484تا486)

اور امام ذھبیؒ نے اپنی "الکاشف" میں اس پر آخری حکم "ضعیف" کا لگایا ہے۔

(الکاشف (عربی)، جلد 2، صحفہ نمبر 151)

امام ابن حجر عسقلانیؒ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ بہت زیادہ عارضہ اختلاط میں مبتلا ہو گیا تھا اس کی روایات میں امتیاز نہیں ہو سکا (کہ کون سی روایات اختلاط سے پہلے کی ہیں کون سی بعد کی) اس لئے اسے ترک کر دیا گیا"۔

(تقریب التہذیب، جلد 2، صحفہ نمبر 52)

اس سب سے ثابت ہوا کہ لیث بن ابی سلیم ایک ضعیف راوی ہے اور اس کی روایت کو بطور حجت پیش کرنا جائز نہیں۔

روایت نمبر4:

'حدثنا مُحَمَّد بن الصلت حدثنا ابو شهاب عن مُحَمَّد بن اسحاق عن عبدالرحمٰن الاعرج عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ'

عبدالرحمٰن الاعرج روایت کرتے ہیں کہ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی رفع یدین کرتے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر45)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں "محمد بن اسحاق" جو کہ مدلس ہے اور 'عن' سے روایت کر رہے ہیں

ہم اوپر یہ اصول بیان کر چکے ہیں کہ جو راوی درجہ دوم کا مدلس نہ ہو اس کی ہر وہ روایت جس میں وہ سماع کی تصریح نہ کرے وہ ضعیف ہوتی ہے۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

"محمد بن اسحاق بن یسار مدنی صدوق ہے تاہم تدلیس کرتا تھا"۔

(تقریب التہذیب، جلد2، صحفہ نمبر57)

اور پھر امام ابن حجرؒ نے اس کو اپنے مدلسین کے 'چوتھے' طبقے میں شامل کیا ہے اور لکھتے ہیں "یہ ضعفاء اور مجہولین سے تدلیس کرنے کی وجہ سے مشہور ہے"۔

(تعریف اھل التقدیس (عربی)، صحفہ نمبر 51)

اور پھر اپنی اسی کتاب میں 'چوتھے' طبقے کے مدلسین کے بارے میں لکھتے ہیں "ان (مدلسین) کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ ان کی وہ روایات جن میں سماع کی تصریح نہ کریں ان میں سے کوئی چیز حجت نہیں یہ ضعفاء اور مجہولین سے تدلیس کرنے کی وجہ سے مشہور ہیں"۔

(تعریف اھل التقدیس (عربی)، صحفہ نمبر 14)

اس سب سے معلوم ہوتا ہے کہ اوپر بیان کردہ روایت میں محمد بن اسحاق مدلس ہے اور 'عن' سے روایت کر رہا ہے اور سماع کی تصریح نہیں کی اس لئے یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

روایت نمبر 5:

'حدثنی مسدد قال حدثنا یزید بن زریع عن سعید عن قتادہ عن الحسن'

قتادہ، حسن بصریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا "نبی ﷺ کے صحابہ جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح رفع یدین کرتے گویا ان کے ہاتھ پنکھے ہیں"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 64)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں قتادہ بن دعامۃ جو کہ مدلس ہے اور حسن بصریؒ سے تدلیس کر رہا ہے۔

امام ذھبیؒ اُن کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

"قتادہ ثقہ ہے پر تدلیس کرتا ہے، اور صحاح کے مصنفین نے اس سے روایات نقل کی ہیں بطور خاص جب یہ 'حدثنا' سے روایت کرتا ہے"۔

(میزان الاعتدال، جلد 5، صحفہ نمبر 447)

اور امام ابن حجرؒ نے اس کا شمار اپنے مدلسین کے تیسرے طبقے میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ "یہ تدلیس کرنے کی وجہ سے مشہور ہے"۔

(تعریف اھل التقدیس (عربی)، صحفہ نمبر 43)

اور تیسرے طبقے کے مدلس کی معنن کے بارے میں ہم اوپر بتا چکے کہ امام ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ اس درجے کے مدلسین کی 'عن' والی روایات سے آئمہ نے حجت قائم نہیں کی جب تک سماع کی تصریح نہ کریں۔ (دیکھیں صحفہ نمبر 6)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس سے حجت قائم کرنا جائز نہیں۔

روایت نمبر 6:

'حدثنا مُحمَّد بن يوسف حدثنا سفيان عن عبدالملك قال سالت سعيد بن جبير'

عبدالملک نے سعید بن جبیرؒ سے نماز میں رفع یدین کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا "یہ ایسی چیز ہے جس کے ساتھ تم اپنی نماز کو مزین کرتے ہو"۔

(كتاب رفع اليدين فى الصلاة، **روایت نمبر** 82)

روایت پر کلام:

اس روایت کی سند ہمارے نزدیک تو صحیح ہے لیکن وہابیوں کے اپنے گھڑے گئے اصولوں پر یہ روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں سفیان مدلس ہے (جو کہ درجہ دوم کا مدلس ہے اور اس کی عن والی روایت صحیح ہوتی ہے) اور 'عن' سے روایت کر رہا ہے 'سفیان عن عبدالملک' لیکن وہابیوں کے نزدیک سفیان کی 'عن' والی روایت بھی ضعیف ہوتی ہے کیونکہ یہ لوگ جامع ترمذی میں موجود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین والی روایت کو بھی اسی وجہ سے ضعیف کہتے ہیں کیونکہ اس کی سند میں بھی سفیان 'عن' سے روایت کر رہا ہے "سفیان عن عاصم بن کلیب"۔

اب اگر تو وہابی، حضرت سعید بن جبیرؒ کی روایت کو صحیح مانیں گے تو ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ترک رفع یدین کی روایت کو بھی صحیح ماننا پڑے گا۔

ہمارے نزدیک رفع یدین کرنا بھی جائز ہے اور نہ کرنا بھی جائز ہے اور نماز میں رفع یدین نہ کرنا نماز میں خشوع (عاجزی) اختیار کرنا ہے، جیسا کہ شریح بن یونسؒ فرماتے ہیں کہ:

"نماز میں رفع یدین کرنا نماز کو مزین کرنا ہے اور رفع یدین کو ترک کرنا نماز میں عاجزی اختیار کرنا ہے"۔

(معرفۃ الرجال یحییٰ بن معین بروایۃ ابن محرز (عربی)، روایت نمبر 884)

اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"بے شک ایمان والے مراد پا گئے جو اپنی نماز میں عاجزی اختیار کرتے ہیں۔"

(سورۃ المؤمنون، آیت 1،2)

اس لئے ہم عاجزی سے نماز ادا کرتے ہیں اور نماز میں رفع یدین کرنا بھی جائز ہے، البتہ افضل ترک ہی ہے۔

روایت نمبر 7:

'حدثنا مُحَمَّد بن مقاتل حدثنا عبداللہ اخبرنا ھشام عن الحسن'

ہشام بن حسان، حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے تکبیر کہے تو اسے تکبیر کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے، اور ابن سیرین نے فرمایا کہ یہ (رفع یدین) نماز کی تکمیل میں سے ہے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 85)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند بھی سخت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں بھی ہشام بن حسان درجہ سوم کا مدلس ہے اور 'عن' سے روایت کر رہا ہے۔

امام ابن حجرؒ نے اس کو اپنے مدلسین کے 'تیسرے' طبقے میں شامل کیا ہے۔

(تعریف اھل التقدیس (عربی)، صحفہ نمبر 47)

اور تیسرے طبقے کے مدلسین کی روایات کا حکم ہم اوپر بیان کر چکے کہ ان کی روایات سے حجت قائم نہیں کی جاسکتی۔ (دیکھیں صحفہ نمبر 6)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت سخت ضعیف ہے جبکہ وہابی اس ضعیف روایت کو دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں کہ رفع یدین نماز کا ایک ضروری حصہ ہے، اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

روایت نمبر 8:

'حدثنا محمود قال ابن علیه اخبرنا خالد ان ابا قلابۃ'

محمود بن اسحاق الخزاعی اپنی سند سے نقل کرتا ہے کہ "ابو قلابہ جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 108)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی علت اس سند کا راوی محمود بن اسحاق الخزاعی ہی ہے جو کہ اس کتاب کی سند میں بھی موجود ہے اور یہ راوی مجہول الحال ہے اسی راوی کی وجہ سے اس کتاب کی سند امام بخاریؒ تک ثابت نہیں اور یہ کتاب کسی مجہول بخاری کی ہے نہ کہ امام بخاریؒ کی، اس لئے اس روایت کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

روایت نمبر 9:

'اخبرنا عبداللہ بن مُحَمَّد اخبرنا ابو عامرحدثنا ابراہیم بن طھمان عن ابی الزبیر'

ابو زبیر، طاؤس سے بیان کرتا ہے کہ "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے کانوں کے برابر رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سیدھے کھڑے ہوتے تو اسی طرح کرتے تھے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 109)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں بھی ایک راوی 'ابو زبیر مکی' جو کہ 'محمد بن تدرس اسدی' ہے اس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

امام ابن حجرؒ اس راوی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ صدوق ہے تاہم تدلیس کرتا تھا"۔

(تقریب التہذیب، جلد 2، صحفہ نمبر 136)

اور امام ابن حجرؒ نے اس کو بھی اپنے مدلسین کے 'تیسرے' طبقے میں شامل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی 'معنن' کو حجت بنانا جائز نہیں۔

(تعریف اھل التقدیس (عربی)، صحفہ نمبر 45)

روایت نمبر 10:

'حدثنا مُحَمَّد بن مقاتل اخبرنا عبداللہ اخبرنا اسماعیل حدثنی صالح بن کیسان عن عبدالرحمٰن الاعرج عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ'

عبدالرحمٰن الاعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 109)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہیں جو کہ ثقہ ہیں مگر ان کی محض وہ روایات صحیح ہیں جو انہوں نے شامی راویوں سے نقل کی ہیں، غیر شامی راوی سے ان کی روایت صحیح نہیں ہوتی، اور یہاں بھی وہ مدنی راوی سے روایت کر رہے ہیں "اسماعیل حدثنی صالح ابن کیسان"۔

امام ذھبیؒ نے ان کا ترجمہ طویل نقل کیا اور لکھتے ہیں:

"دحیم کہتے ہیں کہ اہل شام کی روایات میں انتہاہیں تاہم اہل مدینہ کی روایات میں اختلاط کا شکار ہو جاتے ہیں، امام بخاریؒ کہتے ہیں اگر یہ اپنے شہر کے لوگوں سے روایات نقل کرے تو وہ مستند ہوں گی لیکن اگر کسی دوسرے شہر والوں سے روایات نقل کریں تو وہ محل نظر ہوں گی، عبداللہ بن مدینیؒ اپنے والد کا قول نقل کرتے ہیں کہ اہل شام کی روایات کا اسماعیل سے بڑا کوئی عالم نہیں اگر وہ اہل شام کی روایات پر ثابت قدم رہتا تو ٹھیک تھا لیکن اس نے اہل عراق کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں ان میں اختلاط کا شکار ہو گیا، یحییٰ بن معین سے اسماعیل کے بارے میں سوال ہوا تو وہ بولے اس کی جو روایات اہل شام سے ہیں وہ درست ہیں لیکن جب یہ اہل عراق یا اہل مدینہ کے حوالے سے روایات نقل کرتا ہے تو ان میں اختلاط کا شکار ہو جاتا ہے"۔

(میزان الاعتدال، جلد 1، صحفہ نمبر 328تا330)

اور امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں کہتے ہیں:

"اپنے شہر والوں سے اپنی مرویات میں صدوق ہے اور ان کے علاوہ سے روایت کو خلط ملط کر دینے والا راوی ہے"۔

(تقریب التہذیب، جلد 1، صحفہ نمبر 78)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیل بن عیاش کی غیر شامیوں سے نقل کردہ روایات کو بطور حجت پیش

نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ غیر شامیوں سے روایت کرنے میں اختلاط کا شکار ہو چکا تھا۔

پس ثابت ہوا کہ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

روایت نمبر 11:

'وقال جریر عن لیث عن عطاء'

مجہول بخاری کہتا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی " جریر نے ان کو لیث نے کہ عطاء بن ابی رباح اور مجاہد نماز میں رفع یدین کرتے تھے اور طاؤس اور حضرت نافع بھی ایسا ہی کرتے تھے "۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 116)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت میں مجہول بخاری یہ روایت جریر بن حازمؒ سے سننے کا دعویٰ کر رہا ہے جبکہ ان کا انتقال 170ھ میں ہوا۔

(میزان الاعتدال، جلد 2، صحفہ نمبر 159)

اور امام بخاریؒ پیدا ہی 194ھ میں ہوئے تو امام بخاریؒ نے پیدا ہونے سے 24 سال پہلے کیسے جریر بن حازمؒ سے یہ روایت سن لی؟

بعض لوگ یہاں جریر سے مراد 'جریز بن حازم' نہیں بلکہ 'جریر بن عبد الحمید' لیتے ہیں، تب بھی یہ

روایت منقطع ہی رہتی ہے کیونکہ 'جریر بن عبدالحمید' کا انتقال بھی 188ھ میں ہو گیا تھا۔

(میزان الاعتدال، جلد 2، صحفہ نمبر 162)

یہ بھی امام بخاریؒ کے پیدا ہونے سے 6 سال پہلے فوت ہو گئے، اور ان سے بھی امام بخاریؒ کا سماع ثابت نہیں۔

اس لئے مجہول بخاری کی نقل کردہ یہ روایت بھی منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، اور اس کی سند میں بھی لیث بن ابی سلیم ہے جو کہ ضعیف راوی ہے، اور ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ مجہول بخاری اصلی امام بخاریؒ نہیں ہے۔

روایت نمبر 12:

'وعن ليث عن ابن عمررضى الله عنه '

مجہول بخاری کہتا ہے اور مجھے روایت بیان کی "لیث بن ابی سلیم نے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیرؒ، طاؤسؒ اور ان کے شاگرد نماز میں جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے"۔

(كتاب رفع اليدين فى الصلاة، روایت نمبر 117)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند بھی منقطع ہے کیونکہ مجہول بخاری یہ روایت بھی لیث بن ابی سلیم (جو کہ خود ضعیف

ہے) سے یہ روایت سننے کا دعویٰ کر رہا ہے اور لیث بن ابی سلیم کا انتقال 143ھ میں ہی ہو گیا تھا۔

(میزان الاعتدال، جلد 4، صحفہ نمبر 487)

جبکہ امام بخاریؒ 194ھ میں پیدا ہوئے، اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اپنے پیدا ہونے سے 51 سال پہلے ہی امام بخاریؒ نے یہ روایت لیث بن ابی سلیم سے سن لی؟

اور لیث بن ابی سلیم نے تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہی نہیں تو ان کا عمل کہاں سے نقل کر لیا؟

اس سب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اور ان دونوں روایات کی کوئی متصل سند موجود نہیں۔

روایت نمبر 13:

'وقال عبدالرحمٰن بن مهدی عن الربیع بن صبیح قال رایت مُحَمَّدًا(ابن سیرین)'

عبدالرحمٰن بن مہدی ربیع بن صبیح سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، "میں نے محمد بن سیرین، حسن بصری، ابونضرہ، قاسم بن محمد، عطاء بن ابی رباح، طاؤس، مجاہد، حسن بن مسلم، نافع اور عبداللہ بن ابی نجیح کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے اور رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 120)

اسناد کا تعاقب:

اس کی سند کے پہلے راوی امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ ہیں جن سے یہ مجہول بخاری بلاواسطہ روایت بیان کر رہا ہے، اور ان کی وفات 198ھ میں ہوئی۔

(تاریخ مدینۃ السلام للخطیب بغدادی (عربی)، جلد 11، صحفہ نمبر 522)

(تقریب التھذیب (عربی، دار العاصمۃ)، صحفہ نمبر 601)

جب امام بخاریؒ محض چار سال کے تھے اور انہوں نے تب چلنا بھی نہیں سیکھا تھا، تو کیسے ممکن ہے کہ یہ روایت انہوں نے عبدالرحمٰن بن مہدیؒ سے خود سنی ہو؟

پس ثابت ہوا کہ یہ روایت بھی منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اور اسے بطور حجت پیش کرنا جائز نہیں۔

روایت نمبر 14:

'وقال وکیع عن الربیع قال رایت الحسن'

مجہول بخاری نے وکیع سے وکیع نے ربیع بن صبیح سے روایت کیا کہ "میں نے حسن بصری، مجاہد، طاؤس، قیس بن سعد اور حسن بن مسلم کو دیکھا جب وہ رکوع کرتے اور جب سجدہ تو رفع یدین کرتے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 122)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند بھی منقطع ہے کیونکہ اس کے مرکزی راوی "وکیع بن جراحؒ" ہیں جو کہ 196ھ کے آخر اور 197ھ کے شروع میں فوت ہوئے۔

(تقریب التھذیب (عربی،دار العاصمۃ)، صحفہ نمبر 1037)

امام بخاریؒ کی عمر اس وقت محض تین سال تھی، اس لئے اس روایت کو بھی بطور حجت پیش کرنا جائز نہیں۔ اور ثابت ہوا کہ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

روایت نمبر 15:

'وقال عمر بن یونس حدثنا عکرمۃ بن عمار قال رایت القاسم'

مجہول بخاری نے عمر بن یونس سے روایت کیا کہ ہمیں عکرمہ بن عمار نے روایت بیان کی کہا "میں نے قاسم بن محمد، طاؤس، مکحول، عبداللہ بن دینار، سالم اور نافع کو دیکھا ان میں سے کوئی جب نماز شروع کرتا اور جب رکوع اور سجدہ کرتا تو رفع یدین کرتا"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 124)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند بھی منقطع ہے کیونکہ اس کی سند کا مرکزی راوی "عمر بن یونس بن قاسم" ہے جو

کہ 206ھ میں فوت ہوا۔

(تقریب التھذیب، جلد 1، صحفہ نمبر 670)

اور تب امام بخاریؒ کی عمر صرف 12 سال تھی اور انہوں نے تب سماع حدیث شروع نہیں کیا تھا۔

اس لئے اس منقطع روایت کو بھی دلیل بنانا جائز نہیں، کیونکہ یہ بھی ضعیف ہے۔

روایت نمبر 16:

'حدثنا عیاش حدثنا عبدالاعلی حدثنا حمید عن انس رضی اللہ عنہ '

حمید الطویل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ "وہ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 130)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں بھی حمید الطویل ہے جو کہ مدلس ہے اور 'عن' سے روایت کر رہا ہے 'حمید عن انس'، اور اس کی تدلیس پر ہم مکمل کلام اوپر کر چکے ہیں (دیکھیں روایت نمبر 1 کا تعاقب)۔

یہ روایت بھی حمید الطویل کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

روایت نمبر 17:

'حدثنا محمد بن بشار عن یحییٰ بن سعید عن حمید عن انس رضی اللہ عنہ '

حمید الطویل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ "وہ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 168)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں بھی حمید الطویل مدلس ہے اور 'عن' سے روایت کر رہا ہے جس وجہ سے یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔

روایت نمبر 18:

'وقال عبدالرحمٰن بن مهدی عن الربیع رایت مجاهدا'

'وقال جریر عن لیث عن مجاهد'

مجہول بخاری نے دوبارہ سے عبدالرحمٰن بن مہدی اور جریر سے منقطع روایت نقل کی کہ "حضرت مجاہدؒ رفع یدین کیا کرتے تھے (اور جریر سے ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا کہ) رفع یدین کرنا ہی اہل علم کے نزدیک محفوظ عمل ہے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 172،173)

اسناد کا تعاقب:

ان دونوں روایات پر بھی ہم اوپر کلام کر چکے ہیں کہ یہ ضعیف ہیں اس لئے ان کو بھی بطور دلیل پیش

کرنا جائز نہیں۔(دیکھیں روایت نمبر 11 اور 13 کا تعاقب)

روایت نمبر 19:

'حدثنا مبشر بن اسماعیل حدثنا تمام بن نجیح قال نزل عمر بن عبدالعزیز'

تمام بن نجیح کہتا ہے کہ "عمر بن عبدالعزیزؒ جب حلب کے دروازے پر آئے تو (ہم نے) کہا ہمیں لے جاؤ ہم امیر المؤمنین کے ساتھ نماز پڑھیں گے، پھر انہوں نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور میں نے دیکھا جب وہ رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر 175)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند کا راوی 'تمام بن نجیح' جو کہ ضعیف ہے اور اس پر بہت سخت جروحات کی گئی ہیں جس وجہ سے یہ روایت سخت ضعیف ہیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

"امام ابوزرعہ رازیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، امام ابو حاتم نے اس کو ذاہب الحدیث (حدیث بھول جانے والا) کہا ہے اور امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ اس نے موضوع روایات ثقہ راویوں سے نقل کی ہیں، یوں لگتا ہے جیسے اس نے جان بوجھ کر انہیں ایجاد کیا ہے"۔

(میزان الاعتدال، جلد2، صحفہ نمبر115،116)

اور امام ذھبیؒ نے اس پر آخری حکم "ضعیف" کا لگایا ہے۔

(الکاشف(عربی)، جلد1، صحفہ نمبر279)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے اور اس پر وضع الحدیث کی جرح بھی موجود ہے، اس لئے اس کی روایت کو قبول کرنا اور اس سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا محض بیوقوفی ہے۔

روایت نمبر20:

'حدثنااسماعیل ابی اویس حدثنا ابن ابی زناد عن موسیٰ بن عقبۃ عن عبداللہ بن الفضل عن عبدالرحمٰن بن ھرمز الاعرج عن عبید اللہ بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ'

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نبیؐ جب نماز کے لئے تکبیر کہتے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے اٹھتے تب بھی اسی طرح کرتے، بیٹھے ہونے کی حالت میں کہیں رفع یدین نہیں کرتے تھے اور جب دونوں سجدے کر کے کھڑے ہوتے تب بھی رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، روایت نمبر27)

اسناد کا تعاقب:

یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں 'عبدالرحمٰن بن ابی زناد' ہے جو کہ جمہور

محدثین کے نزدیک سخت ضعیف اور مضطرب راوی ہے۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

"امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، ساتھ ہی یحییٰ بن معین کے دو اور اقوال نقل کیے کہ یہ کوئی چیز نہیں اور اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا، امام نسائی کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ مضطرب الحدیث ہے اور ایک جگہ فرمایا یہ ضعیف ہے، اور امام ذھبیؒ نے اس کی منکر روایات کا ذکر بھی کیا ہے، اور امام ابو حاتم الرزایؒ بھی کہتے ہیں کہ اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا"۔

(میزان الاعتدال، جلد 4، صحفہ نمبر 275،276)

امام ابن جوزیؒ نے اسے اپنی الضعفاء میں شامل کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی ان کے نزدیک بھی ضعیف ہے، لکھتے ہیں:

"ابن مھدی کہتے ہیں اس کی روایت نہ لو، امام احمدؒ کہتے ہیں یہ مضطرب الحدیث ہے، امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، اور امام یحییٰ بن معینؒ اور ابو حاتم الرازیؒ کہتے ہیں کہ اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔"

(کتاب الضعفاء والمتروکین الجوزی (عربی)، جلد 2 صحفہ نمبر 93،94)

امام نسائیؒ خود بھی اس کو اپنی 'الضعفاء' میں لے کر آئے اور کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین النسائی (عربی)، راوی نمبر 387)

اس سب سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی زناد سخت ضعیف اور مضطرب الحدیث راوی ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث سخت ضعیف ہے، اس لیے اس روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

مجہول بخاری اور رفع یدین

مجہول بخاری کی اس کتاب کے مطالعہ سے ایک بات تو بلکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ مجہول بخاری رفع یدین کرنے کے معاملے میں بہت متشدد تھا اور اس نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح سے رفع یدین کو فرض ثابت کیا جائے، اور اس مجہول بخاری کی پیروی میں وہابیوں نے بھی یہ کام کرنے کی بھرپور کوششیں کی ہیں، لیکن اس کام میں نہ ہی مجہول بخاری کامیاب ہو پایا اور نہ ہی وہابی۔

اس کتاب کا سارا دارومدار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات پر ہے کیونکہ ان روایات میں ہی بعض ایسی روایات ہیں جو صحیح ہیں اور بار بار اس مجہول بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو ہی مختلف اسناد سے بیان کیا جن میں سے بیشتر ضعیف ہیں، لیکن میں نے اس پر زیادہ کلام نہیں کیا کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات مضطرب ہیں، کیونکہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، اور ایک روایت کے مطابق دو سجدوں کے بعد اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنے کا ذکر نقل کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے، لیکن حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ خود دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کیا کرتے تھے۔

جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت نقل کی گئی ہے:

"حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب پہلے سجدے سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، روایت نمبر 2812)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل یہ تھا کہ وہ دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کیا کرتے تھے، اب یا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا اس لئے بعد میں خود بھی شروع کر دیا یا پھر انہوں نے (معاذ اللہ) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کی مخالفت کر کے خود سے یہ عمل شروع کیا۔

ان دو باتوں میں سے وہابی یا مجہول بخاری ایک بات بھی درست تسلیم کرے گا تو ان کی ساری عمارت ہی زمین بوس ہو جائے گی کیونکہ ان کے نزدیک دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرنا چاہیے بلکہ صرف نماز کے شروع میں رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے اور دو رکعتوں کے بعد رفع یدین کرنا چاہیے۔

جبکہ مجہول بخاری اپنی کتاب میں ہی دوسری بات (کہ یہ عمل رسول اللہ کے عمل کے خلاف ہے) کو تسلیم کر چکا ہے، جو ہم انشاءاللہ آگے بیان کریں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عمل بھی یہی تھا کہ وہ دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، روایت نمبر 2811)

اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جن کی بیان کردہ رفع یدین کی روایت کو وہابی سب سے پہلے بیان کرتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی کے آخری آیام میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا وہ تو فرماتے ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کیا کرتے تھے"۔

(سنن نسائی، حدیث نمبر 1086،1144)

اور مجہول بخاری نے اپنی اس کتاب میں حضرت نافعؒ، حضرت طاؤسؒ، حضرت حسنؒ اور حضرت ابن سیرینؒ سے رفع یدین کرنے کی روایات کو نقل کیا ہے جن پر ہم اوپر کلام کر چکے، لیکن مجہول بخاری نے یہ نقل نہیں کیا کہ ان چاروں سے دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنے کی روایات بھی موجود ہیں۔

جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں روایات موجود ہیں کہ :

"حضرت نافعؒ، حضرت طاؤسؒ، حضرت حسنؒ اور ابن سیرینؒ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین

کیا کرتے تھے "۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، روایت نمبر 2814،2813)

اس سب سے معلوم ہوتا ہے کہ مجہول بخاری اور وہابیوں کی ہر کوشش ناکام ہو گئی کیونکہ جن سے یہ رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنے کی روایات نقل کرتے ہیں ان سے دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنے کی روایات بھی مروی ہیں جن کو یہ نہیں مانتے اور آدھے فرمان کو مان کر عمل شروع کر دیتے ہیں۔

اب وہابیوں کو چاہیے کہ یا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی پوری روایت پر عمل کریں اور خود بھی دو سجدوں کے درمیان رفع یدین شروع کریں، یا پھر اپنے باطل موقف کو ترک کر دیں کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور ہماری نماز ہی درست ہے، کیونکہ پھر اس طرح تو دو سجدوں کا رفع یدین ترک کرنے کی وجہ سے وہابیوں کی اپنی نماز بھی نہیں ہوتی۔

مجہول بخاری کی فحش منطق

اس کتاب کے مطالعہ سے ایک اور چیز جو معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس مجہول بخاری کی یا تو دماغی حالت درست نہیں تھی یا یہ بندہ رفع یدین کے معاملے میں حد سے زیادہ متشدد تھا اسی لئے بعض مقامات پر فحش منطق سے کام لیا اور بعض جگہ جس منطق سے کام لیا دوسرے مقامات پر اسی منطق کو چھوڑ کر کسی اور منطق کو اپنا لیا۔

مجہول بخاری کی دماغی حالت کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ یہ بندہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ترکِ رفع یدین کی روایت کا رد کس منطق سے کر رہا ہے۔

کہتا ہے:

"ابو بکر النہشلی نے عاصم بن کلیب سے اس نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلی تکبیر میں رفع یدین کیا پھر اس کے بعد اعادہ نہیں کیا (یعنی دوبارہ رفع یدین نہیں کیا)، (کہتا ہے) عبید اللہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے (جس میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے) کیونکہ کلیب کی اس حدیث میں رفع یدین کو یاد نہیں رکھا گیا، اور عبید اللہ کی حدیث (اثبات کی) گواہ ہے، پس اگر دو آدمی کسی محدث سے روایت کریں ایک کہے میں نے دیکھا اس نے یہ کام کیا ہے اور دوسرا کہے میں نے نہیں دیکھا، تو

جس نے کہا میں نے اسے یہ کام کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ گواہ ہے اور جو کہے میں نے نہیں دیکھا وہ گواہ نہیں ہے کیونکہ اس نے وہ کام یاد نہیں رکھا"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، **روایت نمبر 30**)

اس بات سے آپ اس مجہول بخاری کی دماغی حالت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کلیب کی روایت اس لئے رد ہے کیونکہ اس نے یہ کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا اور یہ گواہی اس لئے نہیں لی جاسکتی کیونکہ اس نے رفع یدین کو یاد نہیں رکھا۔

ترکِ رفع یدین کی ایک اور روایت نقل کرکے اس پر کلام کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"ابو بکر بن عیاش کی سند سے مروی ہے مجاہد کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سوائے پہلی تکبیر کے رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا (مجہول بخاری اس کا رد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ) بے شک اس راوی (ابو بکر بن عیاش) نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ یاد نہیں رکھا (یعنی کہ یہ راوی بھول گیا ہے کہ وہ رفع یدین کیا کرتے تھے) اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین کرنا بھول گئے ہوں جیسا کہ بعض لوگ نماز میں ایک کے بعد دوسری چیز بھول جاتے ہیں جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں قرأت بھول گئے تھے، اور جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ نماز میں بھول جایا کرتے تھے اور دو یا تین رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا کرتے تھے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، **روایت نمبر** 37)

اس کلام سے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس کتاب کا مصنف کوئی دماغی مریض ہے نہ کہ امام بخاریؒ کیونکہ ایسی فحش منطق امام بخاریؒ کی نہیں ہو سکتی، کہ روایات کا رد یہ کہہ کے کر دیا جائے کہ صحابہ بھول گئے ہوں گے راوی بھول گیا ہو گا وغیرہ وغیرہ۔

اب اس مجہول بخاری کی دو آخری باتیں ہم نقل کریں گے جس سے یہ بات اور زیادہ پختہ ہو جائے گی کہ یہ مجہول بخاری واقعی میں کوئی دماغی مریض تھا، اور اس کی باتوں میں کس قدر دو غلا پن ہے۔

"ابی اسحاق کا قول نقل کرتا ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کیا کرتے تھے، (اس پر مجہول بخاری کہتا ہے) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پہلے ہے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے آگے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے عمل کو فوقیت نہیں دی جا سکتی)۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، **روایت نمبر** 177)

اس جگہ پر مجہول بخاری زعم دکھا رہا ہے کہ ہمارے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل پہلے ہے اور اگر صحابہ کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے خلاف آجائے تو وہ حجت نہیں۔

لیکن دوسری جگہ پر لکھتا ہے کہ:

"عبداللہ بن مبارکؒ رفع یدین کرتے تھے اور ہمارے علم کے مطابق وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے، پس جس بے علم کے پاس سلف کا عمل نہیں ہے اسے چاہیے کہ عبداللہ بن مبارک کی اقتداء کرے، (ہر اس معاملے میں) جس میں عبداللہ بن مبارک نے رسول اللہ ﷺ، ان کے صحابہ اور تابعین کی اتباع کی ہے"۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، **روایت نمبر** 87)

اس مقام پر مجہول بخاری اپنا پہلے بیان کردہ اصول بھول گیا اور لوگوں کو رفع یدین کا قائل کرنے کے لئے نبی ﷺ کی بجائے عبداللہ بن مبارکؒ کی پیروی کرنے کا حکم دے رہا ہے کہ اس معاملے میں عبداللہ بن مبارکؒ کی پیروی ہی کر لو کیونکہ وہ نبی ﷺ، صحابہ، اور تابعین کی پیروی کرتے ہیں۔ یہاں پر مجہول بخاری نے صحابہ کی اقتداء پر زور دیا ہے کہ صحابہ کی اقتداء کی جائے کیونکہ وہ نبی ﷺ کی اقتداء کرتے تھے، لیکن جہاں پر مجہول بخاری نے صحابہ کے عمل کو اپنے عمل کے خلاف دیکھا وہاں اس نے دوہرا معیار دکھایا کہ نبی ﷺ کا عمل پہلے ہے یعنی وہاں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صحابہ خود بھی نبی ﷺ کے عمل کے خلاف کام کیا کرتے تھے۔

اس سب سے بھی یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ بندہ کوئی متشدد دماغی مریض ہے نہ کہ امام بخاریؒ، اور ان اقوال کی نسبت امام بخاریؒ کی طرف کرنا ہی امام بخاریؒ کی توہین ہے۔

جزءرفع یدین اور وہابی مولیوں کی ناکام کوششیں

جیسا کہ ہم سبھی جانتے ہیں کہ یہ کتاب جزءرفع یدین امام بخاریؒ کی طرف منسوب محض ایک جھوٹی کتاب ہے،اب ہم اس کتاب کی سند پر کلام کریں گے۔

اس کتاب کی سند اس کے صحفہ نمبر 17 پر ہی موجود ہے جس کا آخری حصہ کچھ یوں ہے:

"اخبرنا ابونصر مُحَمَّد بن احمد ابن موسی الملاحمی،اخبرنا ابو اسحاق محمود بن اسحاق الخزاعی ،قال اخبرنا الامام ابو عبداللہ مُحَمَّد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری قال"

اس کی سند کا مرکزی راوی "ابواسحاق محمود بن اسحاق الخزاعی "جو کہ اس سند کے مطابق امام بخاریؒ کا شاگرد معلوم ہورہاہے کیونکہ اس سند کے مطابق اس کتاب کا سماع اسی نے امام بخاریؒ سے کیاہے، اس کا مجہول ہوناہی اس کتاب کی صحت کواور زیادہ مشکوک بنادیتاہے، جس وجہ سے اس کتاب کوامام بخاریؒ کی کتاب تسلیم نہیں کیاجاسکتا۔

لیکن وہابی مولوی زبیر علی زئی نے اس راوی کو ثقہ ثابت کرنے کی ایک ناکام کوشش کی ہے، کہتاہے 'حافظ ابن حجرؒ نے ان کی بیان کردہ ایک روایت کو حسن قرار دیاہے۔

(جزءرفع یدین(زبیر علی زئی کاترجمہ وتخریج)،صحفہ نمبر14)

اور حوالہ "موافقہ الخبر الخبر فی تخریج احادیث المختصر" جلد1،صحفہ نمبر417کا دیا ہے۔

اس حوالے کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ امام ابن حجرؒ نے کس چیز کو حسن کہا ہے۔

امام ابن حجرؒ ایک روایت مع سند نقل کرتے ہیں جس کی سند کا آخری حصہ کچھ یوں ہے:

"اخبرنا ابونصر مُحَمَّد بن احمد ،اخبرنا محمود بن اسحاق الخزاعی ،حدثنا مُحَمَّد بن اسماعیل"

اس کے نیچے لکھتے ہیں:

"هذا حدیث حسن اخرجہ ابو داؤد عن ابی الولید علی الموافقۃ"

(کتاب موافقہ الخبر الخبرفی تخریج احادیث المختصر،صحفہ نمبر417)

اس کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ امام ابن حجرؒ نے سند کو نہیں بلکہ حدیث کو حسن کہا ہے کیونکہ فرماتے ہیں '**ابوداؤد نے ابو ولید**' سے اس کی '**موافقت**' نقل کی ہے،اور آگے امام ابن حجرؒ نے پھر اس روایت کی ایک دوسری سند نقل کی جس میں 'ابو اسحاق محمود بن اسحاق الخزاعی' بھی نہیں تھا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی محمود بن اسحاق مجہول ہے۔

جو بندہ علم جرح و تعدیل جانتا ہے اس کو معلوم ہو گا کہ روایت پر حکم تب لگتا ہے جب اس کی تمام

اسناد نقل کی جائیں، اسی لئے امام ابن حجرؒ نے سند پر نہیں بلکہ متن پر حکم لگایا کہ "حدیث حسن" کیونکہ اس روایت کی ایک دوسری صحیح سند موجود تھی۔ اگر ان کے نزدیک یہی پہلے والی سند صحیح ہوتی تو وہ یہ فرماتے "اسنادہ حسن" کہ اس کی اسناد حسن ہیں اور پھر 'موافقت' کے لئے دوسری سند بھی نقل نہ کرتے۔

یہاں پر ہی زبیر علی زئی کے جھوٹ کا پردہ فاش ہو گیا ہے کیونکہ اس نے امام ابن حجرؒ پر جھوٹ بولنے کی ناکام کوشش کی۔

اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ "روایت کی تصحیح اس کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے" جو کہ ایک اور جھوٹ ہے کیونکہ روایت کی توثیق اس کے ہر راوی کی توثیق نہیں ہوتی۔

زبیر علی زئی نے ہر جگہ جھوٹ بول کر اس راوی کو ثقہ اور اس کتاب کو امام بخاریؒ کی کتاب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن جھوٹ بولتے بولتے ایک جگہ پر آ کر خود ہی اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی۔

جزء رفع یدین کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک روایت، جس کی سند کچھ یوں ہے:

"وثنا محمود قال ،قال ابن علیہ"

اس سند کے بارے میں حواشی میں لکھتا ہے کہ :

"اگر محمود سے مراد محمود بن غیلان لیا جائے تو یہ سند صحیح ہے اور اگر محمود بن اسحاق الخزاعی مراد لیا جائے تو یہ سند منقطع ہے"۔

(جزء رفع یدین (زبیر علی زئی کا ترجمہ و تخریج)، صحفہ نمبر 75)

یہاں زبیر علی زئی کی زبان سے سچ نکل آیا کہ 'اگر اس راوی سے مراد محمود بن اسحاق الخزاعی ہے تو پھر یہ سند منقطع ہے'۔

اور اس راوی کا امام بخاریؒ سے سماع و کلام ثابت نہیں، اور نہ ہی اس راوی کی عدالت ثابت ہے کہ یہ ثقہ تھا بھی یا نہیں۔

اب یہاں بعض لوگ یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ زبیر علی زئی نے "ابن علیہ" کے حوالے سے اس سند کو منقطع کہا ہے تو ہمارا مطالبہ پھر سے وہیں پر آجائے گا کہ پھر محمود بن اسحاق کے حالات بیان کیے جائیں کہ یہ کن کن سے روایت نقل کرتا ہے اور اس کی عدالت ثابت کی جائے کہ یہ کب پیدا ہوا اور کب فوت ہوا، جو کہ وہابیوں کے بس کی بات نہیں۔

اگر پھر بھی کوئی کہتا ہے کہ یہ کتاب امام بخاریؒ کی ہی کتاب ہے تو ہمارا اس سے ایک سوال ہے کہ اگر یہ کتاب امام بخاریؒ کی کتاب ہے تو پھر امام بخاریؒ نے اپنی 'صحیح' میں رفع یدین کرنے کی محض 5 روایات

کیوں نقل کی ہیں؟اور وہ روایات نقل کر کے اس سے کوئی نتیجہ اخذ کیوں نہیں کیا کہ رفع یدین کرنا ضروری ہے اور یہ نماز کا ایک لازمی 'جزء' ہے؟ جبکہ امام بخاریؒ اپنی 'صحیح' میں جس جگہ پر کوئی بات اخذ کرتے تھے اس کو وہیں پر لکھ دیتے تھے۔ لیکن رفع یدین کی روایات نقل کر کے امام بخاریؒ نے کوئی کلام نہیں کیا۔

جبکہ یہ کتاب اس طرح لکھی گئی ہے جیسے رفع یدین کرنا دین کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب امام بخاریؒ کی کتاب نہیں اور نہ ہی اس کتاب کی تمام روایات صحیح ہیں، اس کتاب کی جھوٹی نسبت امام بخاریؒ کی طرف کرنا ان کی توہین ہے اور اس کتاب سے ضعیف و منقطع روایات سنا سنا کر لوگوں کو حق سے دور کرنا بھی بے حد غلیظ کام ہے۔

دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو حق سننے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(——————— تمت بالخیر ———————)

For Contact us:

+92340-4984598

https://www.facebook.com/zulquarnain.chaudhary.7

https://zulqarnainalbarelvi.blogspot.com